© rasailojaraid.com

محمد شفیق ربانی
معلم جامعہ سلفیہ فیصل آباد

تقویٰ کیا ہے....؟

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴿الم ٥ ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین﴾

''یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں' ہدایت ہے پرہیزگاروں کیلئے۔'' (البقرہ:۲)

﴿قال رسول اللہ ﷺ او صیکم بتقوی اللہ واسمع والطاعۃ﴾ (احمد، ابوداؤد)

''آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں خوف خدا اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں۔''

تقویٰ کسی ظاہری علامت کا نام نہیں بلکہ اس کا مرکز دل ہے' اسی لئے نبی کریم کا ارشاد ہے:

﴿الا ان فی الجسد لمضغۃ ان صلحت صلح الجسد کلہ وان فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب﴾

''جسم میں ایک لوتھڑا ہے' اگر اس کی اصلاح ہو گئی تو سارا جسم درست ہو جائے گا اور اگر اس میں خرابی آ گئی تو سارا جسم خراب ہو جائے گا۔ سنو وہ لوتھڑا دل ہے۔''

تقویٰ دل کی ایسی کیفیت کا نام ہے تو جونہی آدمی نیکی کا کوئی موقع دیکھے تو فوراً اس پر عمل کرنے کیلئے بیتاب ہو جائے اور اگر فسق وفجور کی کوئی بات دیکھنے یا سننے تو فوراً کنارہ کش ہو جائے کہ تقویٰ انسانی زندگی میں نہایت ضروری ہے۔ یہ سیرت وکردار سنوارنے میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ اگر حقیقی تقویٰ نصیب نہ ہو تو ساری دین داری و عبادت گزاری نگاہ خدا میں پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ان لا تری نفسک و خیر امن احد﴾ (غالیۃ المواعظ)

تقویٰ یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھے' یعنی ہمیشہ اپنی کوتاہیوں پر نظر رہے۔ جب آدمی اپنی کمزوریوں کی طرف بار بار دیکھے گا تو دوسرے اسے اچھے لگیں گے' برے نہیں لگیں گے۔ دوسرے لوگ آدمی کو تبھی برے لگتے ہیں جب وہ اپنے آپ کو اچھا تصور کرتا ہے۔ یہی خطا تو ابلیس نے کی تھی۔ ﴿انا خیر منہ﴾ ''میں اس سے بہتر ہوں۔'' پھر اپنی برتری کی دلیلیں بھی دینے لگا۔ یعنی جو آدمی تقویٰ سے خالی ہے وہ جھگڑالو اور من گھڑت دلائل سے ڈٹ جاتا ہے اور ہار ماننے کا نام نہیں لیتا' ایسے آدمی کا یہ حال ہے ﴿الطبیب یداوی الطبیب مریض﴾ ''ڈاکٹر دوسروں کا علاج کر رہا ہے جبکہ خود بیمار ہے۔''

جس طرح تمام انبیاءِ کرام نے توحید کی دعوت دی' اسی طرح انہوں نے تقویٰ کی دعوت دی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو جب قوم نے جھٹلایا تو نوح علیہ السلام نے آگے سے فرمایا ﴿اذ قال لھم اخو﴾ جبکہ ان کو بھائی نوح علیہ السلام نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

اس سے مراد یعنی برائی کو چھوڑ دو اور اللہ سے ڈر جاؤ اور تقویٰ اختیار کرو۔ مگر اس قوم نے تقویٰ اختیار نہیں کیا تو اللہ نے اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی طرح قوم عاد نے جب اپنے نبی ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو انہوں نے کہا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں۔ اسی طرح قوم لوط نے جب اپنے نبی کو جھٹلایا تو لوط علیہ السلام نے آگے سے کہا تم اللہ سے ڈرتے نہیں۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء کرام کی یہی دعوت تھی اور جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا' تو اللہ نے ان کو آخرت میں کامیاب ہونے کی خوشخبری دی۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿والآخرۃ عند ربک للمتقین﴾ (الزخرف:۳۵) ''اور آخرت میں کامیابی تیرے رب کے ہاں صرف متقین کیلئے ہے۔''

اور خدا ظلموں کو دوست نہیں رکھتا بلکہ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وان الظالمین بعضھم اولیاء بعض واللہ ولی المتقین﴾ (الجاثیۃ:۱۹)

''ظالم لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقیوں کا ساتھی اللہ ہے۔''

جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ نے ان کو اپنا دوست کہا اور جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے وہ ذلیل و برباد ہو جاتے ہیں اور جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں وہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور جھوٹ کا ساتھ نہیں دیتے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿والذی جآء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون﴾ ''اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ مانا وہی عذاب سے بچنے والے ہیں۔''

اس سے مراد یعنی نبی کریم ﷺ ہیں۔ کیونکہ وہ سچ کو لے کر آئے ہیں اور جس نے نبی ﷺ کی بات کو مانا وہی متقی ہے اور جس نے ان کی بات کا انکار کیا' وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿قال رسول اللہ ﷺ اتق المحارم تکن اعبد الناس﴾ (ترمذی)

''آپ ﷺ نے فرمایا حرام کردہ اشیاء ومقامات سے پرہیز کر لے تو سب سے بڑا عبادت گزار ہوگا۔''

یعنی تقویٰ حاصل ہو جانے کے بعد آدمی حرام سے پوری طرح بچتا ہے اور عبادت صحیح کرنا یہی تقویٰ ہے۔ اس لئے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا چاہئے اور اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے کیونکہ حضور ﷺ تقویٰ کے بارے میں اللہ سے دعا کرتے تھے:

﴿کان رسول اللہ ﷺ یقول اللھم انی اسالک الھدی والتقی والعفاف والغنی﴾ (مسلم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"حضور یہ دعا فرماتے تھے اے اللہ میں تجھ سے ہدایت کا سوالی ہوں۔ تقویٰ کا طالب ہوں' عفت و پاکدامنی کا طلبگار ہوں' شان استغناء کا محتاج ہوں۔"

دیکھیں حضور کو مین دعا کر رہے ہیں کہ اللہ مجھ کو تقویٰ والا بنادے اور صرف اس تقویٰ کے بارے میں سوال کر رہے ہیں اور ہم کو بھی تقویٰ اختیار کرنا چاہئے۔ ایک دفعہ حضور سے سوال کیا گیا ہے کہ لوگوں میں زیادہ عزت والا کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ (بخاری)

یعنی یہ نہیں فرمایا کہ زیادہ عزت والا وہ ہے جو مالدار ہو یا کسی قبیلے یا ملک کا سربراہ ہو بلکہ عزت متقی کو زیب دیتی ہے۔ باقی لوگ ذلت کے مستحق ہیں اور اسی طرح جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ نامزد ہوئے تو انہوں نے جو خطبہ دیا فرمایا:

﴿کان ابوبکر رضی الله عنه یقول فی خطبة اما بعد فانی اوصیکم بتقوی الله﴾ (جامع العلوم والحکم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں یہ فرمایا کرتے تھے اما بعد حضرات میں تمہیں اللہ کے خوف کی وصیت کرتا ہوں۔ یعنی خلیفہ اول کا قومی خطاب یوں نہیں شروع ہوتا تھا Ladies and Gentelmen یا خواتین و حضرات بلکہ ابتداء ہی خوف خدا سے کرتے تھے کیونکہ خود خوف خدا ان کے دل میں گھر کر چکا تھا اور اپنا خطبہ بھی خوف کے بارے میں دیتے تھے۔ یہاں تک نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو خط لکھا کہ میں تجھ کو خوف خدا کی تلقین کرتا ہوں اور میں نے اس سے خوف کھایا وہ اس کی پناہ میں آ گیا اور غیر اللہ کے خوف سے بچ گیا۔ یعنی اپنے اندر تقویٰ سے آیا اور ہر وقت اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہتا ہے تو وہ بغیر اللہ کے خوف سے بچ جاتا ہے تو اس تقویٰ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کی یہ تعریف کی ہے کہ رب جلیل کا خوف' قرآن پر عمل' تھوڑے پر قناعت و صبر' رحلت کی تیاری یہ تقویٰ ہے۔ (الترغیب)

اس رب کا خوف کرنا چاہئے اور اگر قرآن پر عمل کریں گے تو ہمارے دلوں میں تقویٰ آئے گا۔ اگر ہم قرآن کے خلاف زندگی گزاریں گے تو تقویٰ نہیں آئے گا۔ اس لئے قرآن پر عمل کریں اور تقویٰ کے بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تقویٰ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا آپ کبھی خار راستے سے گزرے ہیں......؟ سائل نے کہا جی ایسی راہ سے میرا گذر ہوا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پھر سوال کیا کہ ایسے راستے پر گذرتے وقت آپ نے کیا کیا تھا۔ سائل نے کہا جب کانٹے دار راستے پر چلا تو بچ بچ کے چلا۔ دامن سمیٹا ہوا چلا' خود سکڑتا ہوا چلا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بس یہی تقویٰ ہے۔

اس بات سے معلوم ہوا کہ خارزاروں سے گزرتے ہوئے قدم قدم پر کانٹے ہیں اور ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہوتا ہے۔ ورنہ پاؤں زخمی ہوں گے' چھالے پڑ جائیں گے' چلنا محال ہوگا' منزل پر پہنچنے کا وقت راہوں میں ختم ہو جائے گا۔ ان خارزاروں میں اگر شام کے سائے آ گھریں تو راہی منزل کھو بیٹھتا ہے۔ راستے پر کھڑ کانٹوں والی جھاڑیاں کبھی دائیں سے دامن میں الجھتی ہیں اور کبھی بائیں سے۔ کانٹوں میں کپڑا پھنس جائے تو وقت ضائع ہوتا ہے' دانا وہ ہے جو اپنے الجھے ہوئے کپڑے کو اتنا سا پھاڑ کر کانٹوں کے حوالے کر دے اور جانب منزل رواں دواں رہے' تا کہ منزل کھوئی نہ رہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی عمدہ تمثیل سے بات کتنی واضح ہوگئی کہ دنیا صاف ستھرا راستہ نہیں بلکہ نرا خارزار ہے۔ لہٰذا دنیا کے خارزار میں قدم سنبھل کے رکھیں۔ دامن بچا بچا کر گذریں تبھی خیریت سے اُخرت کی منزل ہاتھ آتی ہے' ورنہ دنیا کی رنگینی و رعنائی میں کھو کر آدمی منزل سے نامراد رہتا ہے۔ کتنی ہی آلائشیں صراط مستقیم سے بھٹکانے والی ہیں' سب سے محفوظ رہنا لازم ہے۔ یہی تقویٰ کی بہترین مثال ہے۔

متقی آدمی دلیر ہوتا ہے' باطل سے ٹکرانا پڑے تو جوانمردی دکھاتا ہے۔ متقی کی ہمتیں جوان ہوتی ہیں' وہ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو ہوتا ہے۔ جس دل میں تقویٰ نہیں' وہ دل بیمار ہے۔ دل بیمار کس کام کا صحت مند دل ہی اصل چیز ہے۔ دل کی صحت جسم کے تمام رگ و پے میں سرایت کرتی ہے۔ مریض دل جسم کے رگ رگ میں صحت افزا خون نہیں پہنچائے گا' اس لئے حضور ﷺ نے تقویٰ کا مقام جسم کے کسی ظاہری حصے میں نہیں بتایا' لیکن سادہ لوگ اسے انسان کے ظاہر میں دیکھتے ہیں اور ظاہری و نمائشی تقویٰ پر فریفتہ ہو کر پرفریب جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر اس سے چھٹکارا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ تقویٰ کے نمائشی کاریگر اپنے ماننے والوں کو سحر زدہ کرتے ہیں۔

تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جو آدمی کے نفس امارہ کو لگام دیتا ہے۔ تقویٰ سے روح انسانی شاداں و فرحاں ہوتی ہے۔ تقویٰ سے انسانی سیرت و کردار میں نکھار آتا ہے۔ تقویٰ سے دنیا و آخرت سنورتی ہے۔ تقویٰ سے آدمی ہر دلعزیز ہوتا ہے اور اسی سے نفرتیں مٹتی ہیں اور محبتیں بڑھتی ہیں اور جرائم کم ہوتے ہیں۔ معاشرہ صاف ستھرا ہوتا ہے۔ تقویٰ سے حقیقی فلاحی ریاست وجود میں آتی ہے۔ امن و امان قائم ہوتا ہے اور ظلم و جور مٹتا ہے۔ عدل و انصاف ملتا ہے اور حبّ الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ ابھرتا ہے۔ تقویٰ سے صالح جماعت بن سکتی ہے۔ دشمنوں کو رام کر سکتا ہے۔ احترام آدمیت حاصل ہوتا ہے' ذہنی سکون ملتا ہے' شجاعت ملتی ہے' سخاوت ملتی ہے۔ تقویٰ کی وجہ سے خدا خوش ہوتا ہے اور نمائشی تقویٰ بہت خطرناک ہے۔ تقویٰ میں خالص للّٰہیت ہو' دکھاوے کے متقی دنیا میں عام ہیں۔

لباس خضر میں پھرتے ہیں ہزاروں رہزن
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کوئی پہچان پیدا کر

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو متقی پرہیزگار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح قرآن و حدیث کے مطابق تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے تا کہ قیامت والے دن اس کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکیں۔

آمین یا رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com